© rasailojaraid.com

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری

دعوتِ عمل

دین حق کی دعوت یقیناً ایک بہت بڑا کام ہے اور یہ کام ایسا ہے جو حضور نبی کریم علیہ التحیتہ والتسلیم نے حجتہ الوداع کے خطبہ میں صحابہ کرامؓ اور امت کے باعمل زعیموں کے ذمہ لگایا ہے یہ ان کا وہ فرض منصبی ہے کہ اس سے غفلت امت کی ہلاکت کا سب سے بڑا سبب بن سکتا ہے، دین حق کی دعوت میں سب سے اہم رکن امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے جب تک داعی حق یہ کام نہیں کرتا اسکی دعوت حق وہ اثر پیدا نہیں کر سکتی جو دعوت حق کا مطلوب ہے۔ ہمارے موجودہ دور میں جتنے بھی دینی دعوت کے مدعی یہ کام کر رہے ہیں بدقسمتی سے وہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام میں سب سے پیچھے ہیں ان کے اپنے گھروں میں منکرات ناچ رہے ہیں اور معروف منہ چھپائے پھرتا ہے۔

(الامن رحم اللہ) سوائے اسکے جس پر اللہ کا خاص کرم ہے۔ اور ردّ منکرات میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی انہی لوگوں کی فاسقوں فاجروں سے دوستی یا سیاسی مفاہمت ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ مفاہمت کے اس ہمہ گیر روگ نے مزاحمت کا راستہ تقریباً ہمیشہ کے لئے روک دیا ہے اور دینی دعوت کی یہ بنیاد ڈھے گئی ہے۔ مزاحمت کے بغیر کسی دینی دعوت کا عام ہونا یا دینی انقلاب برپا کرنا نہ یہ کہ کا ایک زبردست مشکل کام ہے بلکہ اس کا سرانجام پانا تقریباً ناممکنات میں سے ہے جیسے ٹی بی کا مریض جو نقصان دہ چیزوں سے پرہیز بھی نہ کرے اور اس بات کی توقع کی جائے کہ وہ صحت مند بھی ہو جائے گا۔ فریب نفس یا تدبیر کی غلطی کے سوا کیا ہے!

صحابہ کرامؓ جیسی عظیم العمل جماعت بھی عمل اور مزاحمت کے بغیر فتنوں کے پیدا ہونے کو نہ روک سکی۔ سیدنا عثمانؓ کا محاصرہ ہوا کھانا پینا بند۔ قتل، جنگ جمل، جنگ صفین جنگ نہروان، سیدہ ام حبیبہؓ اور سیدہ عائشہؓ کی توہین، دولت کی کثرت جیسے فتنے اور ہزارہا انسانوں کا قتل عیاداً باللہ پیدا ہوئے اور انہوں نے صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان جماعت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جہاد اور مزاحمت اور ردّ منکرات کا اہم کام شروع ہوا تو باہمی فتنے ختم ہوگئے اور سیدنا معاویہؓ کے عہد گرامی میں تمکین دین، امن عامہ، سیاسی قوت اور معاشی ترقی اپنی پوری شان سے قائم رہی۔ ہوسکتا ہے میری اس رائے میں کچھ خامی ہو لیکن یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ایسے مسلمان جو اسلامی اعمال پر پورے جوش و خروش اور پختگی کیساتھ پابند نہ ہوں (جیسے صحابہ کرام کے بعد کے نو مسلم، یہودیوں ایرانیوں اور رومی عیسائیوں کی اولاد) ان میں فتنوں کا ظہور خالصتاً ایک معاشرتی امر ہے وہ اسی موقعہ پر ردّ منکرات اور نہی عن المنکر محض ترغیب و تحسین اعمال کی دعوت نہیں بلکہ قربانی و ایثار کا نام ہے جسے قرآن کریم میں

جاهدا باموالكم وانفسكم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ جہاد کیا ہے؟ جہد میں پڑنا، یعنی اپنے مال و جان کو مشقت میں ڈالنا۔ اور یہ حقیقت قرآن کریم کے حکم اور رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے قول و کردار سے بالکل ثابت و پختہ ہو چکی ہے کہ مشقتوں میں پڑے بغیر دینی دعوت عام ہو ہی نہیں سکتی اور نہ ہی دینی انقلاب برپا کرنے کا سوچا جاسکتا ہے اور موجودہ دور میں دینی دعوت یا دینی انقلاب کے مدعی مشقت و جہد کے تمام راستوں سے نہ صرف یہ کہ واقف تک نہیں رہے بلکہ مشقت و مزاحمت کے عمل سے یکسر منحرف ہو چکے ہیں۔ اسی انحراف اور گریز کے نتیجہ میں جمہوری روایات و نظام کا عملاً اپنایا جانا ہے۔ انہی جمہوری روایتوں اور رویوں میں ایک رویہ فاسقوں فاجروں ملحدوں اور زندیقوں کیساتھ سیاسی مفاہمت ہے اس مفاہمت نے جہاں ایک طرف دین دار لوگوں اور جماعتوں کے وقار و عظمت اور ان کی مایہ ناز استقامت کو ختم کیا اور خاک میں ملا دیا وہیں دوسری طرف ان بڑے مجرموں نا فرمانوں جھوٹوں اور دین کے قاتلوں کو صحیح الفکر اور راست بازوں کا سرٹیفکیٹ بھی مل گیا اور دین سے وابستگی رکھنے والے عناصر کھلم کھلا یہ کہنے لگ گئے کہ اگر یہ لوگ غلط ہوتے تو "ہمارے اکابر" ان سے مفاہمت کیوں کرتے؟ اور اس پر مزید ستم یہ کہ مفاہمت کرنے والے ان نام نہاد "اکابر" نے خود بھی اور ان کے پالتو "مبلغین" نے پورے ملک میں خوشی کے شادیانے بجائے نظمیں اور مدحیں گائیں اور اس مفاہمت کو اتنے زور سے اَلاپا کہ وہ مجرمین عوام کی نگاہ میں ثقہ و بلند مرتبہ ہو گئے ان سے اختلاف رائے "مذہبی حلقوں" میں گناہ کہلایا اور اس عمل بد کو حدیث

لاتجتمع أمتي على ضلالة

(کہ میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی)

کی شرح بنا کر باور کرایا گیا جو لوگ اس اتحاد و اشتراک کے مخالف تھے اور ہیں کیا وہ امت میں نہیں؟

کیا ان کا اختلاف قرآن و سنت پر مبنی نہیں؟ ان کے خلوص اور نیت پر شبہ کے لئے کسی کے پاس کیا جواز ہے؟

لیکن ان "مبلغین" نے پوری ڈھٹائی اور سفاکی کیساتھ ان مجرمین اور ملحدین کے مقابلہ میں دین کے کارکنوں اور جاں نثاروں کو مجرم قرار دیا، ان کو گالیاں دیں، ان کا معاشی بائیکاٹ کیا، مسجدوں اور مدرسوں سے ان کو نکالا گیا اور باقاعدہ میٹنگ میں ان کا ہر طرح مقاطعہ کر کے ان کو معاشرہ میں عموماً اور مذہبی حلقوں میں خصوصاً "علماء" دشمن گردانا گیا۔ میں پوچھتا ہوں

کیا وہ لوگ عالم نہیں تھے؟

کیا وہ لوگ دین کی خدمت نہیں کرتے تھے؟

کیا ان کے مدارس نہیں تھے؟

کیا وہ نمازیں نہیں پڑھتے تھے؟

کیا وہ دین کے لئے ایثار پیشہ نہیں تھے؟

ان میں کسی ایک سوال کا جواب بھی ان لوگوں کے پاس نہیں ہے!

میں یہ سمجھتا ہوں بلکہ میرا یقین و مشاہدہ ہے جو حق الیقین تک مجھے لے گیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ان کافر نما سیاسی جماعتوں سے مفاہمت [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱) دین والوں کا احترام کم ہوا اور فاسقوں فاجروں کا احترام بڑھا۔

(۲) ان مفاہمت پیشہ پارٹیوں کے کارکن جو دین کے نام پر روٹیاں توڑتے ہیں ان کے دینی اعمال میں زبردست بھونچال آیا۔

ان کی نمازیں غائب، توبہ استغفار، تسبیحات غائب، تبلیغی امور غائب بلکہ ان سے نفرت۔

(۳) زکوٰۃ وصدقات کے اموال الیکشن پر صرف کئے گئے۔

(۴) مدارس میں دینی علوم کی دسترس کی بجائے پی پی پی کی طرز پر جتھہ بندی کی گئی اور مدارس دینیہ کی ساکھ خراب کی گئی۔ ان کا امن وسکون تباہ کیا گیا۔ بعض مدارس کے چندے بند کرائے گئے اور ان کو موت سے آشنا کیا گیا۔ مدارس دینیہ کو سیاسی پلیٹ فارم کیطرح استعمال کیا گیا ان کی دینی حیثیت اور تقدس پامال کیا گیا۔

(۵) سیاسی جماعتوں سے مسجد ومدرسہ کے نام پر چندے لئے گئے جو سراسر حرام اور رسی رشوت کا مال تھا پھر ان خطیر رقموں سے ہنڈا اکارڈ، پاجیرو اور لینڈ کروزر جیسی قیمتی گاڑیاں خرید کر مذہبی اجارہ داروں نے اپنا کمپلیکس ختم کیا اور یوں فساق وفجار کے غول بیابانی سے مفاہمت کے نتیجہ میں حظ ولطف حاصل کیا بالآخر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وارث نہر حرام و زر میں غرق ہو گئے۔

نادیدنی کی دید سے ہوتا ہے خون دل

بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیئے

جب یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ دین کی بقاء امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عظیم کار نبوت میں ہی مضمر ہے اور موجودہ حالات کی خطرناکی وزیرنائی اور خانہ ویرانی اہل خانہ کی بدنظمی وبے تدبیری بھی مسلم ہے تو پھر وہ لوگ جو احساس زیاں اور درست سمت میں امت کی رہنمائی ورہبری کرنے کی فکر رکھتے ہیں ان کا خاموشی سے گھروں میں بیٹھ رہنا کہاں تک صحیح ہے۔ کیا اللہ کا حکم اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین ان کے لئے کافی نہیں۔

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبهم لذکر الله

ترجمہ: کیا ایمان والوں پر ابھی وقت نہیں آیا کہ گڑگڑائیں ان کے دل اللہ کی یاد سے۔

کیا اس آیت کے حکم کے بعد بھی آپ کو مزید کسی حکم کی ضرورت ہے؟

محمد رسول اللہ ﷺ کے ۲۳ سالہ کار نبوت کے بعد بھی آپ کو مزید کسی ہادی برحق کی ضرورت ہے؟

کیا قرآن وسنت کے ہوتے ہوئے بھی آپ کو کسی ہدایت کی ضرورت ہے؟

نہیں اور ہرگز نہیں!

ہمارا اللہ حی وقیوم ہدایت دینے والا اور ہمارا دین زندہ دین ہے، قیامت تک سب کے انسانوں کے لئے ہے۔

یعنی جب تک زندگی ہے زندگی کے آثار ہیں زندہ دین ہمارے ساتھ ساتھ ہے تو پھر ہمارے چپ رہنے سے صرف تلقین پر قناعت کرنے کا کیا جواز ہے؟ آؤ اللہ کے لئے اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا کام سنبھالئے یہ عزیمت کا راستہ ہے۔ اور عزیمت کی راہ میں ہی عظمتیں ملتی ہیں، عقبیٰ ملتا ہے اللہ ملتا ہے۔ مگر آہ! نہیں ملتا کوئی اللہ رسول ﷺ اور عقبیٰ کا طلبگار۔

درخواست گزار

عطاء المحسن

© rasailojaraid.com